20-21

Ansari M.A. (Urdu)

انٹرنیشنل اردو ریسرچ جرنل

سہ ماہی

تزئینِ ادب

شیرپور (انڈیا)

جلد نمبر : ۴ شمارہ : ۲ اپریل تا جون ۲۰۲۰ء

سرپرست : پروفیسر اختر الواسع (دہلی)، ڈاکٹر عبدالکریم سالار (جلگاؤں)

مدیر اعلیٰ : ڈاکٹر ساجد علی قادری (شیرپور)

مشیر اعلیٰ : پروفیسر صغیر افراہیم (علی گڑھ) مُدیرِ اعزازی : حاجی انصار احمد (بھساول)

اعزازی نائب مدیر : ڈاکٹر عتیق احمد قریشی (ہنگولوی) نگراں : رفیق جعفر، پونہ

مجلس ادارت (اعزازی)

☆ پروفیسر علی احمد فاطمی (الٰہ آباد)
☆ ڈاکٹر آفتاب احمد آفاقی (وارانسی)
☆ ڈاکٹر بلقیس بیگم (کولکاتہ)
☆ ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ شکیل (برہانپور)
☆ محمد آصف (امراوتی)

مجلس مشاورت (اعزازی)

☆ ڈاکٹر شیخ عقیل احمد (اردو قومی کونسل... دہلی)
☆ پروفیسر ابنِ کنول (دہلی)
☆ ڈاکٹر سید شاہ حسین احمد (پٹنہ)
☆ ڈاکٹر شہاب عنایت ملک (جموں کشمیر)
☆ ڈاکٹر عبدالرشید منہاس (جموں کشمیر)

Email ID : sajid.qadri7@gmail.com / tazeeneadab@gmail.com
Cell. : 09403094333 / 09423288786/9423761597
Plot No. 57, Ganesh Colony, Shirpur Dist. Dhule (M.S.) India - Pin : 425405

اس شمارے کے مشمولات سے ادارہ "تزئین ادب" کا متفق ہونا ضروری نہیں، یہ ذمہ داری صاحبِ قلم کی ہوگی۔

ڈاکٹر ساجد علی قادری نے جی۔ آر۔ آرٹس، مالیگاؤں سے طبع کروا کر شیرپور (مہاراشٹر) انڈیا سے شائع کیا۔

قیمت فی شمارہ: 100/روپے (خاص نمبر 350/روپے) سالانہ: 500/ روپے لائف ممبر شپ: 15000 روپے۔
بیرونِ ممالک سالانہ زرِ تعاون 30/امریکی ڈالر

O اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ آپ کی خریداری معیاد پوری ہو چکی۔ لہٰذا رقم روانہ کیجیے۔

(تزئین ادب حاصل کرنے کا پتا)

سٹی بک ڈپو، محمد علی روڈ، قصاب باڑہ، مالیگاؤں۔ مدینہ بک ڈپو، مولوی گنج دھولیہ۔

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، پرنسس بلڈنگ، ای۔ آر۔ روڈ ممبئی۔

دامنِ تزئین ادب

صفحہ نمبر	قلم کار	عنوانات	نمبر شمار
3	ڈاکٹر ساجد علی قادری (مدیر اعلیٰ)	کہنے کی بات	1
4	نعیم اختر دھولیوی	حمد و نعت	2
5	ڈاکٹر قریشی عتیق احمد ہنگولوی۔ بدنا پور	خواتین کی ناول نگاری (ترقی پسند تحریک و مابعد ترقی پسند تحریک)	3
16	محمد آصف۔ امراوتی	پروین شاکر کی دو نعتیں	4
25	رضیہ پروین ۔رام پور	کرشن چندر کا افسانہ 'بھگت رام' ایک جائزہ	5
29	ڈاکٹر عبدالباری ادیبؔ۔ پونے	ساحرؔ لدھیانوی کی فلمی و ادبی شاعری (ایک جائزہ)	6
44	فیاض احمد (فیاض حمیدؔ)۔ساگر، ایم پی	اردو کے فروغ میں ٹیکنالوجی کا حصّہ	7
51	عمران احمد ۔میسور	اردو تحقیق: ایک عمومی جائزہ	8
69	پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال جاوید۔ ہنگولی	جدید اردو شعری اصناف	9
73	ڈاکٹر محمد رفیق محمد حنیف۔ جالنہ	ضلع اورنگ آباد (دکن) شفیق فاطمہ شعریؔ کی شاعری میں	10
80	ڈاکٹر انصاری مسعود اختر ندویؔ۔ جالنہ	ادب کا بین الکلیاتی نظریہ (ادب اور تاریخ کے باہمی ربط کے حوالے سے)	11
88	واحد احمد دار ، پٹیالہ	سفرنامہ میں عورت کے مختلف پہلو	12
97	ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ شکیل۔ برہانپور	پروفیسر سید حسن عباس حکومت ایران کے خصوصی اعزاز سے سرفراز	13

ادب کا بین الکلیاتی نظریہ

(ادب اور تاریخ کے باہمی ربط کے حوالے سے)

ڈاکٹر انصاری مسعود اختر ندوی

صدر شعبۂ اُردو، انکوش راؤ ٹوپے کالج، جالنہ

ادب اور تاریخ کا باہمی ربط سورج اور زمین کے باہمی رشتہ کی طرح ہے جس میں یہ تو یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ زمین سورج سے ٹوٹ کر علیحدہ ہونے والے ایک حصے کا نام ہے لیکن یہ کب ہوا یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا۔ کچھ اسی طرح یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ، ادب کے سورج سے جدا ہونے والے حصہ کا نام ہے لیکن زمانے اور وجوہات کا علم صرف قیاس کے دائروں تک محدود ہے۔ زمانہ قدیم کی تاریخ کا مآخذ اُس دور کا ادب ہے۔ یہ کوئی بحث طلب مسئلہ نہیں ہے۔ دنیا کے کسی حصہ کی تاریخ چاہے عرب ہو کہ ہندوستان، قدیم دور کی تاریخ کا مآخذ بڑی حد تک اُس دور کا ادب ہی رہا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کہیں یہ ادب مذہبی کتابوں کی صورت میں ادب سے تاریخ میں منتقل ہوا اور کہیں ادب کی دوسری اصناف جیسے شاعری کے ذریعہ تاریخ دانوں کے ہاتھوں تک پہنچا لیکن زمانے کی گردش نے ادب اور تاریخ کے بیچ ایک خلا پیدا کردیا اور آج یہ دونوں ایک مآخذ کے دو حاصل ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے الگ اپنی اپنی پہچان رکھتے ہیں۔

دنیائے علم کی بنیادیں تحقیق اور تجسس پر استوار ہیں۔ تحقیق جس سہارے سے آگے بڑھتی ہے وہ سوالات سے عبارت ہے۔ بیدار فکر سوالوں کی آماجگاہ ہوتی ہے لیکن بعض سوال ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر نہ فکر کو مرکوز کیا جاتا ہے اور نہ اُن کے جوابات کی تلاش ہوتی ہے۔ ان سوالات کو موضوعِ فکر بنائے بغیر ہی مان لیا جاتا ہے کہ یہ سطحی ہیں اور ان کے جواب ہر ذہن میں محفوظ ہیں۔ ان ہی سوالوں میں سے ایک سوال تاریخ سے مربوط ہے۔ ''تاریخ کیا ہے؟'' بظاہر بڑا آسان سوال محسوس ہوتا ہے لیکن حقیقت میں بڑا مشکل سوال ہے، آپ کو یقین نہ آئے تو دو چار حضرات سے پوچھ لیجئے۔ آپ کو ایک ہی

سوال کے مختلف جواب ملیں گے بلکہ یوں بھی ممکن ہے کہ یہ ایکدوسرے سے تضاد رکھتے ہوں۔تاریخ کسی کے لئے ماضی کی بے معنی کہانی، سلطنتوں کے عروج وزوال کے قصے، جنگ وجدل کے افسانے، درباروں کے جاہ وحشم کی کہانی، اقتدار کی کشمکش اور ظلم کے خلاف جدوجہد کی تفصیل ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اپنے میں یہ سب کچھ سموئے ہوئے ہونے کے باوجود ان میں سے کوئی ایک موضوع پر موقوف نہیں۔پھر تاریخ کیا ہے؟!۔یہ سوال ذہن کی سطح سے جب فکر کی گہرائی تک پہنچتا ہے تو کشمکش کی ایک طویل کہانی بن جاتا ہے۔یہ صحیح ہے کہ واقعات تاریخ کی بنیاد ہیں۔لیکن صرف واقعات کا تسلسل سے اندراج تاریخ نہیں بناتا۔E. H. Carr نے اپنی کتاب What is History ? میں اس خیال کا بڑے واضح الفاظ میں اظہار کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ:

"یہ صحیح ہے کہ مورخ کے لئے واقعات بڑی اہمیت رکھتے ہیں لیکن یہ بذاتِ خود تاریخ نہیں بناتے۔واقعات کا تسلسل اور ایمانداری کے ساتھ اندراج کرنے کا کام Chronicaler کا ہوتا ہے۔مورخ کا نہیں۔مورخ کا منصب ان واقعات کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ واقعات کی ترتیب اُسے نتیجہ تک پہنچائے۔" [1]

تاریخ دراصل ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنی ہی تحقیق، تلاش اور تجسس کے ہیں۔یونان کے سب سے قدیم مورخ فلسفی Dinoysins نے تاریخ کو ایک ایسا فلسفہ قرار دیا ہے جو قانون کے ذریعہ وضع کیا جاتا ہے۔لیکن ارسطو کا خیال اس سے کچھ مختلف ہے وہ لکھتا ہے کہ:

"تاریخ مسلسل تحقیق کے ذریعہ ماضی کے حقائق کی تصحیح سے عبارت ہے۔اس کے خیال میں چونکہ فطرت انسانی میں کوئی تبدیلی نہ واقع ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔اس لئے حقائق کا تسلسل مکمل بھی ہے اور مطابق بھی۔" [2]

شاید ارسطو کے اسی قول کے زیر اثر یہ بات صدیوں سے مسلمہ حقیقت کی طرح ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی

درمیان پسندیدہ ہو گیا ہے، وہ سوال کرتے ہیں کہ ہم تاریخ میں کیا کرتے ہیں، ہم اس میں انسان کو ماضی کے واقعات بتا کر یہ سمجھاتے ہیں کہ وہ کیا ہے اور اس نے کیا کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انسان کو انسان کے سمجھنے میں مدد دینا تاریخ نویسی ہے۔ ان کے خیال میں سائنس، آرٹس، فلسفہ اور دوسرے ایسے ہی کئی علوم جب ایک دائرے میں سمٹ جاتے ہیں تو تاریخ بنتی ہے۔

لیکن اکثر یوں ہوتا ہے کہ مورخ کسی جنگ کے واقعات کے تانے بانے بننے میں اتنا منہمک ہو جاتا ہے کہ اس کا بنیادی مقصد اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ یہ الگ بحث ہے کہ تاریخ سائنس ہے یا نہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ سائنس کی طرح تاریخ کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے جس کے سمجھنے کے لیے ذہنی تربیت درکار ہے۔

سائنس کے برخلاف تاریخ کی یہ انفرادیت ہے کہ اس کے کردار جیتے جاگتے ہوتے ہیں اور سماج کا جز ہوتے ہیں ۔اس لئے سماج میں پیدا ہونے والے ہر ارتعاش کا ان کے ذہن پر ایک اثر مرتب ہوتا ہے اور ان کا عمل سماج کی پر سکون فضا میں ارتعاش لانے کا سبب بنتا ہے۔ تاریخ فہمی کے سلسلے میں ایک مشکل مسئلہ یہ ہے کہ تاریخ داں جن واقعات کا تجزیہ کرتا ہے وہ اس سے بہت دور ماضی میں ہوتے ہیں۔ وقت کی رفتار، سماجی اقدار، روایات اور معیارات کو مسلسل بدلتی رہتی ہے۔ اس لیے کسی ماضی کے واقعہ کا تجزیہ اتنا آسان نہیں ہوتا۔ تاریخ داں کے لیے سب سے پہلی ضرورت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے دور سے ماضی کے دور کی طرف لوٹ جائے۔ جب تک اس کا ذہن اس دور سے مربوط نہ ہوگا جس دور کے واقعات کا تجزیہ کر رہا ہے تجزیہ صحیح نہ ہوگا۔

تاریخ کے اہم مآخذ عمارتیں مخطوطات، فرامین سکے اور کتبے ہیں۔ یہ سب کے سب ماخذ ایک طرح سے منجمد ہوتے ہیں۔ ان میں جو ہے وہ گویا پتھر کی لکیر ہے جسے بدلا نہیں جا سکتا۔ یہ مآخذ تو منجمد ہوتے ہیں لیکن معیارات تغیر سے عبارت ہوتے ہیں مؤرخ کے لیے جو چیز مسئلہ بن جاتی ہے وہ حال سے ماضی کو مربوط کرنا ہے۔ بدلتے ہوئے معیار اور فکر کے ہر دم بدلتے ہوئے سوالوں پر ان منجمد مآخذوں کو سہارا بنانا بہت سی دشواریوں کو مؤرخ کے روبرو لاتا ہے۔

خیال ''رنگینی، گہرائی ،نزاکت اور مشاہدے کی قوت'' کو ہمراہ لیے جب کسی زبان میں ''ندرت بیان، حسن ادا، جدت، روانی، قدرتِ اظہار'' سے صدا کی صورت ''تحریر و تقریر'' میں ڈھلتا ہے تو ''ادب'' سامنے آتا ہے۔

سرسری نظر میں ادب کا کوئی خاص مقصد سامنے نہیں آتا۔ ادبِ لطیف و جمیل میں شامل بہت سے ایسے فنون لطیفہ ملتے ہیں جو کسی بھی ''مادی'' نفع اور مقصد سے بیگانے دکھائی دیتے ہیں، اور اسی باعث یہ کہتے ہیں کہ ادب کا مقصد ادیب کی محض اک دماغی سرخوشی اور فکر کی مستی سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنے خیال کو دنیا کے سامنے لانا ہے۔ چاہے یہ دنیا محض ایک فرد پر مشتمل ہو۔ اور دماغی سرخوشی کے حامل فکر کی مستی کو ہمراہ لیے جب ایسے ادب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے خیال ''معانی'' سے جگمگا اٹھتے ہیں۔ انہیں اپنی بیدار ہستی کھلتی جمالیاتی احساسات پر رقص کرتی نغمے چھیڑتی محسوس ہوتی ہے۔ وہ نغمے جو کہ ''زندگی'' کے رنگوں سے سجے ہوتے ہیں۔

اسی لیے ''ادب'' کو کسی بھی ''تہذیب'' کا وہ کلیدی عنصر قرار دیا جاتا ہے جو کہ تہذیب کو ترقی کی راہ پر چلاتے ہوئے اُسے عظمت عطا کرتا ہے۔ کسی بھی مہذب معاشرے کے وہ فرد جو معاشرے کی اصلاح و فلاح کے طلبگار ہوتے ہیں وہ اپنے ''علم ذہانت و توانائی'' کو یا تو مذہب پر صرف کرتے ہیں یا اُن سے ادب کے چراغ روشن کرتے ہیں۔

کسی بھی ''تہذیب'' میں ادب کی حیثیت یا تو ''مذہب'' کے ایسے توسیعی دائرے کی ہوگی جس میں تمام انسان سما جائیں... یا پھر انسانیت کے ایسے توسیعی دائرے کی ہوگی جس میں تمام مذاہب سما جائیں۔

ادب کیا ہے، اور ادب میں وہ خام مواد کیا ہے جس پر ادیب اور اس کی تخلیقی قوتیں کارکرد ہوتی ہیں۔ کافی دلچسپ سوال ہے۔ عابد علی عابد نے اپنی کتاب ''اسلوب'' میں اس سوال کا جواب یوں دیا ہے:

> ''اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ الفاظ ہی ادب کا مواد خام ہیں تو پھر الفاظ کا بامعنی ہونا ضروری نہیں۔ صرف یہ کافی ہے کہ وہ اپنی نشست کے اعتبار سے اور آہنگ و ترنم کے پیش نظر حسن کا شعور پیدا کرتے ہوں اور ظاہر ہے یہ بات درست نہیں ہے۔ اس لئے فنون لطیفہ کی جو صف بندی کی گئی ہے اس

ماخذ :

۱۔ ''تاریخ اور ادب کا باہمی ربط''، صادق نقوی، ص ۱۱۔۱۲

۲۔ ''تاریخ اور ادب کا باہمی ربط''، صادق نقوی، ص ۱۲

۳۔ ''تاریخ اور ادب کا باہمی ربط''، صادق نقوی، ص ۱۲

۴۔ ''تاریخ اور ادب کا باہمی ربط''، صادق نقوی، ص ۱۳

۵۔ ''تاریخ اور ادب کا باہمی ربط''، صادق نقوی، ص ۲۰

معاون کتب:

- آج کا اردو ادب: ڈاکٹر ابواللیث صدیقی
- مضمون 'ادب اور جمہور' فیض احمد فیض مشمولہ 'میزان' مغربی بنگال اردو اکاڈمی، مطبوعہ: ۱۹۸۲ء
- تاریخ اور ادب کا باہمی ربط، صادق نقوی، حیدر آباد
- اردو محفل فورم، 6 مارچ 2014

Dr. Ansari Masood Akhtar Nadvi

Head & Asst. Prof.(Urdu Dept.)

MSS's Ankushrao Tope College, Jalna (M.S.)

email ID : nadvimasood@gmail.com

Mob. No. 9271594945

☆☆☆